صدر اسلام میں فتوے کی حیثیت

رعایت مصالح شرعیہ

از جناب مولوی محمد عثمان صاحب عمادی بی ایس سی (علیگ)

جزیرہ قُبرُس کو فرنگیوں کی اصطلاح میں سائپرس کہتے ہیں، یونان کے دیوتاؤں اور دیویوں کو یہ جزیرہ بہت محبوب تھا، جن کے حسن وعشق کی بہتیری کہانیاں اب تک زبان زد ہیں۔ بتوں کی شان خدائی یہاں ہر رنگ میں خود نمائی کر رہی تھی۔ رومی اگرچہ نصرانی ہوگئے تھے مگر بت پرستی کی صرف شکل بدل گئی تھی ہجرت نبوی کے ستائیسویں سال تک یہی بت فرمانروا تھے۔ اٹھائیسویں سال خدا کی خدائی نے بتوں سے بادشاہی چھینی

فتح قبرس سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے کفر و شرک سے اس زمین کو پاک کرکے اللہ کی سلطنت بلند آوازہ فرمائی۔

سردیوں کا زور ٹوٹتا تھا کہ فرزندان توحید کے دل گرما گئے، زمانہ کے سرد وگرم نے جن کو پختہ کار بنا رکھا تھا وہی اس مہم میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد صحابی پیش پیش تھے، عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی بھی کہ صحابیہ تھیں اس غزوہ میں ساتھ تھیں اور یہیں شہید ہوئیں تیسری صدی ہجری کے بعد تک "مزار نیک زن" کے نام سے ان کا مشہد معروف تھا۔

آزادی برقرار خدا کا لشکر شیطان کی جمعیت پر غالب آیا، بت پرستوں کو خدا پرستوں کے سامنے جھکنا پڑا، صلح کی درخواست کی جس کی شرطیں یہ تھیں۔

۱۔ اہل قُبرُس سات ہزار دو سو سالانہ جزیہ دیا کریں گے۔

۲۔ اسلام کے خلاف دشمنان اسلام کو مدد نہ دیں گے۔

(۳) اسلام اپنے غزوات میں ان سے مدد نہ لے گا۔

(۴) آزادی یہاں تک محفوظ ہو گی کہ نصرانی سلطنت سے بھی ان کے تعلقات قائم رہیں گے

عہد شکنی ہنوز اس معاہدہ کی سرسبزی کو چار پانچ بہاریں دیکھنی نصیب نہ ہوئی تھیں کہ اہل قبرس نے اسلام کے خلاف نصرانیت کو مدد دی اور ان کے جنگی جہازوں کے ساتھ نصرانیوں نے دیار اسلام پر لشکرکشی کی۔

مکرر فتح اب کے معاویہ رضی اللہ عنہ کو استیصال کفر کا پورا سامان کرنا تھا۔ ۳۳ھ میں ایک بحری مہم مرتب ہوئی، جہاز رانی اور دریا نوردی کے سامان خوگر نہ تھے، لیکن اس غزوہ میں پانسو جنگی جہازوں کا ایک ہولناک بیڑہ تیار ہو گیا جس نے تیر اور تلوار کی زبان سے قبرس کو خدا کا پیغام سنایا، اہل قبرس ماننے والے تو نہ تھے مگر آسمان کی بات زمین کو ماننی ہی پڑتی ہے، سرزمین قبرس کو بری طرح شکست کھانی پڑی، پورا جزیرہ زیر شمشیر آ گیا بعلبک کے بارہ ہزار مسلمان وہاں منتقل کر دیے گئے کہ ہر جگہ مسجدیں بنائیں اور علانیہ اللہ کی عبادت کریں۔

آزادی باقی رکھی جزیرہ کو بزور شمشیر فتح بھی کر لیا، اسلام کا پورا تسلط بھی ہو گیا۔ بایں ہمہ ملکی آزادی برقرار رکھی، جو معاہدہ پہلے ہوا تھا وہی اب بھی قائم رہا۔

شرک کا سلوک توحید کے ساتھ قبرس میں مسلمانوں نے اپنا ایک شہر آباد کر لیا تھا، یزید کی حکومت ہوئی تو اہل قبرس نے اپنی عاجزانہ فرمانبرداری کا ایسا کچھ یقین دلایا کہ اظہار وفاداری کی اس رشوت سے شاد ہو کے اس نے تمام مسلمانوں کو واپس کر لیا۔ میدان کا خالی ہونا تھا کہ پورا جزیرہ اسلام اور ایمان سے خالی ہو گیا، مسجدیں ڈھا دی گئیں، شہر مسمار ہو گیا اور توحید کا شعار تک باقی نہ رہا۔ مگر مسلمانوں نے صرف اس لیے یہ سب کچھ گوارا کیا کہ اہل جزیرہ ہمارے ذمی ہیں۔ جزیہ دیتے ہیں ہم ان کی آزادی میں خلل انداز کیوں ہوں؟

اضافۂ مالیہ امن عامہ نے قبرس کی مالی حالت کو نہایت ترقی دی اور آبادی بھی بڑھ گئی، عبد الملک بن مروان نے اپنے عہد میں ایک ہزار کا اضافہ کر دیا، یعنی جزیہ کی مقدار جو پہلے سات ہزار دینار سالانہ تھی، اب آٹھ ہزار ہو گئی، عمرؓ بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے تو اس اضافہ کو منسوخ کر دیا، مگر ان کے بعد ہشام بن عبد الملک نے پھر بحال کر دیا، بنی امیہ کی سلطنت جب دولت عباسی سے تبدیل ہوئی تو دوسرے عباسی حکمران (ابو جعفر منصور) کے دربار میں یہ معاملہ پیش ہوا جنہوں نے اضافہ کو قطعاً مسترد کر دیا، اس موقع پر جو الفاظ استعمال ہوئے وہ یہ تھے :-

"ہماری شان یہی ہے کہ ان کے ساتھ انصاف کریں اور بار بار کی خود سری و لشکر کشی کے مقابلہ میں تحمل سے پیش آئیں۔"

ہمیشہ سازش کی اور ہمیشہ معافی لی مسلمانوں کو تو یہ فکر تھی کہ اسلامی سلطنت کا طرز عمل اسلام کے شایان شان رہنا چاہیے، مگر اہل قبرس کی فرصت طلب سرشت کہیں ہنگامہ گستری سے باز آنے والی تھی، باطل کو ایک ذرا موقع ملا کہ حق کے خلاف بغاوت شروع کر دی، ولید بن عبد الملک نے ان سازشوں سے تنگ آکر سازش گروں کو صبح فتنہ کے پوپھٹتے ہی شام کو جلائے وطن کر دیا، لیکن مسلمانوں کی عام رائے اس کی اتنی مخالف ہوئی کہ یزید بن عبد الملک نے ان لوگوں کو پھر ان کے وطن واپس کر دیا موسیٰ علیہ السلام کی غیبت میں ہارون علیہ السلام جب خلیفہ ہوئے تو بنی اسرائیل کو فتنۂ سامری کا موقع ملا تھا، موسیٰ ہادی کی خلافت جب ہارون رشید کو ملی تو قبرس نے اسی قدیم تاریخ کا اعادہ کرنا چاہا، بغداد میں خبر پہنچی اور حُمید بن مَعیُوف کی سرکردگی میں دجلہ سے ایک سرکوب مہم رواں ہوئی جس نے باغیوں کو گرفتار کر کے بارگاہ سلطنت میں پیش کر دیا، سرکشوں نے پھر سر تسلیم خم کیا، عہد اطاعت کی تجدید کی، اور شان عفو نے پھر قصور معاف کرنے کی اجازت دے دی۔

شریعت سے استفسار ان مسلسل ہنگاموں سے تنگ آکر سلطنت نے علماء سے فتویٰ طلب کیا کہ اہل قبرس

جزیہ دیتے ہیں، اہل ذمہ ہیں، مگر فتنہ انگیز۔ شریعت ان کے ساتھ کیا طرز عمل اختیار کرنے کی اجازت دیتی ہے؟

یہ استفتاء بہت مختصر تھا۔ آج کل کے علماء دین و مفتیان شرع متین ایک ہی مسئلہ کے متعلق اختلاف بیان کے ساتھ اگر دس استفتے پیش ہوں تو اصل واقعہ کی تحقیق سے کچھ سروکار نہ رکھیں گے اور اسی ایک مسئلہ کے جواب میں دس مختلف فتوے دیں گے، لیکن اس زمانہ کے پیشوایان اسلام کی یہ روش نہ تھی وہ دنیائے اسلام کے حالات اور زمانہ کی رفتار سے بھی آگاہ ہوتے تھے، پہلے واقعہ کی تحقیق کر لیتے پھر فتویٰ دیتے سلطنت کے استفتاء کے جواب جو ائمۂ اسلام نے دیے، اختلاف اجتہاد کی بنا پر مختلف تو وہ بھی تھے۔ مگر واقعات پر سب نے بحث کی اور سیاست سب کے پیش نظر تھی۔

سعدؓ بن لیث کا فتویٰ | قبرص کے لوگ ایسے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ ان کے فریب اور نصرانی دشمنان خدا کے ساتھ اخلاص کا الزام ہماری نظر میں ہمیشہ ان پر عائد رہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کسی قوم سے خیانت کا خوف ہو تو ان کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو، یہ نہیں فرمایا کہ جب تک خیانت کا یقین نہ آجائے ویسا برتاؤ نہ کرو لہٰذا میری رائے میں ان کے ساتھ جیسی کرنی ویسی بھرنی کا عمل ہونا چاہیے۔ البتہ ایک برس کی مہلت دیدی جائے، اس دوران میں جس کا جی چاہے ذمی بن کر اسلامی ممالک میں آجائے اور خراج ادا کرتا رہے، جو چاہے نصرانیوں کے ملک میں چلا جائے، اور جو قبرص میں رہے وہ جماعت برسر جنگ سمجھی جائے، ختم مہلت کے بعد ان پر مسلسل حملے ہوتے رہیں، سال بھر کی مہلت دینے میں اتمام حجت بھی ہے اور وفائے عہد بھی۔

امام مالکؒ | "والیان اسلام کی جانب سے اہل قبرص پرانے مستامن چلے آتے ہیں۔ سبب یہ تھا کہ والیان اسلام کی نظر میں ان لوگوں کا اس حالت میں باقی رکھنا باطل کی تذلیل اور حق کی تقویت ہے۔ مسلمان ان سے جزیہ لیتے ہیں اور دشمنوں سے ان کو بچاتے ہیں، میں نے کوئی ایسا والی نہیں پایا کہ جس نے اس معاہدہ مصالحت کو جو ان کے ساتھ ہوا تھا، توڑ دیا ہو۔ اور ان کے وطن سے انھیں نکال باہر کیا ہو۔ میری رائے

میں شتابکاری نہ کیجیے، عہدشکنی اچھی نہیں، پہلے اتمام حجت تو ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس مدت کے لیے ان کے ساتھ معاہدہ ہوا ہو اس کو پورا کرو اس مدت کے بعد بھی ان کی حالت درست نہ ہوئی، فریب وخیانت سے باز نہ آئے، اور خود آپ نے دیکھ لیا کہ ان کی غداری مسلم ہے، تو پھر ان کو سزا دینی چاہیے یہ کارروائی اتمام حجت کے بعد ہوی تو اللہ آپ کی مدد کرے گا۔ اور ان کو رسوا و ذلیل فرمائے گا"۔

سُفیان بن عُیَینَہ | ہمیں معلوم نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی گروہ سے عہد کیا ہو اور اس گروہ نے عہد توڑ دیا ہو۔ پھر بھی آنحضرت علیہ السلام نے ان کا قتل حلال نہ ٹھیرایا ہو۔ البتہ اہل مکہ اس سے مستثنیٰ ہیں، کہ آنحضرت صلواۃ اللہ علیہ نے ان پر احسان فرمایا۔ اہل مکہ کی عہدشکنی یہ تھی کہ بنی خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے مگر مکہ والوں نے خزاعہ کے خلاف اپنے حلیفوں کو مدد دی اہل نجران کے معاہدہ میں سودخواری کی ممانعت تھی، جب وہ اس سے باز نہ آئے تو سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ جلائے وطن کردیے جائیں۔ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ذمّی نے عہدشکنی کی تو اسلام کی حفاظت سے خارج

موسیٰ بن اَعیَن | ایسے حالات پہلے بھی پیش آیا کرتے تھے جن میں والیان اسلام مہلت و انتظار سے کام لیا کرتے تھے، سلف صالح میں سے کسی نے اہل قبرص وغیرہ کو عہدشکن قرار نہیں دیا، خواص تو رومیوں سے مل گئے لیکن شاید عوام ان کے شریک نہیں، ان کی جانب سے جو ہوا وہ ہوا، بایں ہمہ میری رائے میں ان کے ساتھ وفائے عہد و تکمیل شرط کا سلوک ہونا چاہیے، ذمیوں کی ایک جماعت نے مسلمانوں سے صلح کرکے مشرکوں کی راہ نمائی کی کہ مسلمانوں کے فلاں فلاں کمزور پہلو ہیں، ان کی نسبت اوزاعی (رضی اللہ عنہ) کو میں نے کہتے ہوئے سنا تھا کہ یہ اگر ذمّی تھے تو خود ہی عہدشکنی کرکے اسلام کی حفاظت سے نکل گئے، اب والی کو اختیار ہے چاہے انہیں مار ڈالے چاہے انہیں پھانسی دے، لیکن اگر بحالت صلح اسلام کی حفاظت میں داخل نہیں ہوئے تھے تو صورت واقعہ میں والی کو ان کے ساتھ وہی کرنا چاہیے جو انہوں کیا تھا، خائنوں کے داؤ پیچ کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

اسماعیل بن عیاش | قبرس کے لوگ ذلیل ہیں، مقہور ہیں، رومی ان پر غالب ہیں، جانیں بھی انہیں کے قبضے میں ہیں، عورتیں بھی انہیں کے زیر اثر ہیں، ہمارے لیے اس حالت میں یہی مناسب ہے کہ ان کی حفاظت کریں۔ حبیب بن مسلمہ (رضی اللہ عنہ) نے اہل تغلب کے عہدنامے میں لکھا تھا کہ اگر مسلمان کسی ایسے شغل میں مصروف ہوں کہ دشمن تم پر غالب آجائے اور اسلامی طاقت بچا نہ سکے تو اس حالت میں بھی معاہدہ برقرار رہے گا بشرطیکہ مسلمانوں کے ساتھ تمہاری وفاداری برقرار رہے۔ اہل قبرس کے ساتھ جو عہد ہوا تھا اور جو ذمہ داری ہم نے اپنے سر لی تھی، میری رائے میں اس کو برقرار رکھنا چاہیے۔ ولید بن عبدالملک نے جب ان کو شام میں جلائے وطن کیا تھا تو مسلمانوں نے اس کو بہت برا جانا اور فقہا پر سخت گراں گزرا تھا، یزید بن عبدالملک نے جلاء وطنی کو منسوخ کر کے جب انہیں وطن واپس بھیجا تو مسلمانوں نے اس فعل کو پسند کیا اور اس کو عدل وانصاف سمجھے

یحییٰ بن حمزہ | قبرس کا معاملہ عرَبسوس کے مماثل ہے، وہاں جو ہوا وہی یہاں بھی ہونا چاہیے عرَبسوس کا واقعہ یہ ہے کہ عُمیر بن سعدؓ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی جناب میں حاضر ہو کے گذارش کی کہ ہمارے اور نصرانیوں کے درمیان ایک شہر عرَبسوس ہے، یہ لوگ ہماری کمزوریوں سے تو دشمنوں کو آگاہ کر دیتے ہیں، مگر دشمنوں کے غلل کی ہمیں خبر تک نہیں دیتے، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہاں جانا تو دو صورتیں اختیار کرنا، ایک تو یہ ہے کہ ایک بکری کے بدلے دو بکریاں، ایک گائے کے بدلے دو گائیں، ایک ایک چیز کے بدلے دو دو چیزیں دینا اگر راضی ہوئے تو سب کو جلائے وطن کر دینا۔ اور آبادی کو ویران کر دینا۔ دوسری شکل یہ ہے کہ راضی نہ ہوں تو ایک سال کی مہلت دینا اور مدت گزرنے کے بعد شہر کو مسمار کر دینا، عُمیر نے واپس جا کے اسی پر عمل کیا اہل عربسوس جلائے وطنی پر راضی نہ ہوئے تو سال بھر کی مہلت دی اور انقضائے میعاد کے بعد عربسوس کو ویران کر دیا۔ عربسوس کے ساتھ بھی وہی معاہدہ تھا جو قبرس کے ساتھ ہے با ایں ہمہ اہل قبرس کو اگر اسی قدیم مصالحت پر باقی رکھا جائے اور مسلمانوں کے جو کام وہ انجام دیتے ہیں اس میں حسب معمول ان سے مدد لیتے رہیں تو یہ بہتر ہے۔ اصولی مسئلہ یہ ہے کہ جن لوگوں سے معاہدہ ہو جنگ کے موقع پر اگر وہ مسلمانوں کے پیچھے دشمنان اسلام سے

نہ لڑیں گھر میں بیٹھے رہیں۔ اور وہیں ان پر احکام جاری ہوں' تو وہ اہل ذمہ نہیں ہیں' اہل فدیہ ہیں۔ جب تک شر سے باز رہیں ہمیں بھی باز رہنا چاہیئے وفادار رہیں تو ہم پر وفائے عہد لازم ہے' زر بحصول دیتے رہیں تو قبول کرنا چاہیئے' معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ دشمنوں کے ساتھ ایسی مصالحت کو مکروہ سمجھتے تھے جس میں کوئی مقدار مقرر ہو البتہ اگر مسلمان صلح پر مجبور ہوں تو یہ دوسری صورت ہے' کون جانتا ہے کہ ایسے حالات پیش آئیں کہ یہی صلح شائد مسلمانوں کے حق میں نفع و عزت کا سبب بن جائے۔

ابو اسحاق و مخلد رحمہم اللہ ابو اسحاق۔ الفزاری اور مخلد بن الحسین دونوں بزرگوں کا فتویٰ ایک تھا' عربسوس سے دونوں حضرات نے استشہاد کیا تھا' حذف تکرار کے بعد جو عبارت تھی اس کا مفہوم یہ ہے:۔

اوزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ فتح قبرس کے بعد اہل قبرس اپنی حالت سابقہ پر چھوڑ دیئے گئے' چودہ ہزار دینار سالانہ پر صلح ہوئی تھی کہ سات ہزار مسلمانوں کو دیں اور سات ہزار رومیوں کو' یہ بھی شرط تھی کہ مسلمانوں کے حالات رومیوں سے مخفی رکھیں' اوزاعی یہ بھی کہتے تھے کہ اہل قبرس نے ہمارے ساتھ کبھی وفا نہیں کی' ہماری رائے میں وہ زیر معاہدہ ہیں ان کے صلح نامہ میں کچھ شرطیں ان کے حق میں ہیں کہ ہم ان کے ذمہ دار ہیں' اور کچھ شرطیں ہمارے حق میں ہیں جن کی بجا آوری ان پر لازم ہے۔ اس معاہدہ کا توڑنا اس وقت تک ٹھیک نہیں جب تک ان کی غداری و بدعہدی کھل کے نمایاں نہ ہو۔

اصلی نصوص یہ تو ان فتووں کے خلاصے تھے' اصل فتوے جو متون میں ثبت ہیں ان کی عبارتیں ملاحظہ ہوں:

اللیث بن سعد۔ ان اہل قبرس قوم لم نزل نتھمھم بغش اہل الاسلام ومناصحۃ اعداء اللہ الروم' وقد قال اللہ تعالیٰ وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَومٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ولم یقل لاتنبذ الیھم حتی تستیقن وانی اری ان تنبذ الیھم وینظروا سنۃ یأتمرون' فمن احب منھم اللحاق ببلاد المسلمین علی ان یکون ذمۃ یؤدی الخراج قبلت ذالک منہ ومن اراد ان ینتھی الی بلاد الروم فعل ذالک

اراد المقام بقبرس علی الحرب اقام فکانوا عدوًّا یقاتلون ویغزون فان فی انظار
سنة قطعا لحجتهم ووفاء بعهدهم۔

مالک بن انس ۔۔ ان امان اهل قبرس کان قدیما متظاهرًا من الولاة
لهم وذلک لانهم رأوا ان اقرارهم علی حالهم ذلٌّ وصغار لهم وقوة
للمسلمین علیهم بما یاخذون من جزیتهم ویصیبون به من الفرصة فغدروهم
ولم اجد احدًا من الولاة نقض صلحهم ولا اخرجهم عن بلادهم وانا اری
ان لا تعجل بنقض عهدهم ومنابذتهم حتی تتم الحجة علیهم فان الله یقول
فَاَتِمُّوْا اِلَیْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰی مُدَّتِهِمْ فان هم لم یستقیموا بعد ذلک ویدعوا
غشهم ورایت ان الغدر ثابتٌ منهم اوقعت بهم فکان ذلک بعد الاعذار
فرزقت النصر وکان بهم الذل والخزی ان شاء الله تعالی۔

سفیان بن عیینة ۔۔ انا لا نعلم النبی صلی الله علیه وسلم عاهد قومًا
فنقضوا العهد الا استحل قتلهم غیر اهل مکة فانه منّ علیهم وکان نقضهم
انهم نصروا احلفاءهم علی حلفاء رسول الله صلی الله علیه وسلم من خزاعة
وکان فیما اخذ علی اهل نجران ان لا یاکلوا الربا فحکم فیهم عمر رحمه الله
حین اکلوه باجلائهم فاجماع القوم انه من نقض عهدًا فلا ذمة له۔

موسی بن اعین ۔۔ قد کان یکون مثل هذا فیما خلا فیعمل الولاة فیه
النظرة ولم ار احدًا ممن مضی نقض اهل قبرس ولا غیرها ولعل عامتهم و
جماعتهم لم یمالؤا علی ما کان من خاصتهم وانا اری الوفاء لهم و
التمام علی شرطهم وان کان منهم الذی کان وقد سمعت الاوزاعی

يقول فی قوم صالحوا المسلمين ثم اخبروا المشركين بعورتهم و دلوهم عليها
انهم ان كانوا ذمة فقد نقضوا عهدهم وخرجوا من ذمتهم فان شاء
الوالی قتل وصلب وان كانوا صلحاً لم يدخلوا فی ذمة المسلمين نبذ اليهم
الوالی علی سواءٍ ان الله لا يحب كيد الخائنين۔

اسمعيل بن عياش ۔ اهل قبرس اذلاء مقهورون يغلبهم الروم علی
انفسهم ونساءِهم فقد يحق علينا ان نمنعهم و نحميهم وقد كتب حبيب
بن مسلمة لاهل تفليس فی عهده انه ان عرض للمسلمين شغل عنكم وقهركم
عدوكم فان ذالك غير ناقضٍ عهدكم بعد ان تفوا للمسلمين وانا اری
ان يقروا علی عهدهم وذمتهم فان الوليد بن عبد الملك قد كان اجلاهم
الی الشام فاستفظع ذالك المسلمون واستعظمه الفقهاء فلما ولی يزيد
بن عبد الملك ردهم الی قبرس فاستحسن المسلمون ذالك من فعله و راوه عدلاً

يحيی بن حمزة ۔ ان امر قبرس كامر عربسوس فان فيها قدوة حسنة و
سنة متبعة وكان من امرها ان عمير بن سعد قال لعمر بن الخطاب وقدم
عليه ان بيننا وبين الروم مدينة يقال لها عربسوس وانهم يخبرون عدونا
بعوراتنا ولا يظهرونا علی عورات عدونا فقال عمر فاذا قدمت فخيرهم
ان تعطيهم مكان كل شاة شاتين ومكان بقرةٍ بقرتين ومكان كل شئ
شيئين فاذا رضوا فاعطهم اياه واجلهم واخربها فان ابوا فانبذ اليهم
واجلهم سنة ثم اخربها فانتهی عمير الی ذالك فابوا فاجلهم سنة ثم
اخربها وكان لهم عهد كعهد اهل قبرس وترك اهل قبرس علی صلحهم

والاستعانة بما يؤدّون على امور المسلمين افضل وكلّ اهل عهد لا يقاتل المسلمون من ورائهم ويجري عليهم احكامهم في دارهم فليسوا بذمّةٍ ولكنهم اهل فديةٍ يكفّ عنهم ما كفّوا ويوفى لهم بعهدهم ما وفوا ورضوا ويقبل عفوهم ما ادّوا ۔ وقد روى عن معاذ بن جبل انه كره ان يصالح احدٌ من العدو على شيءٍ معلومٍ الا ان يكون المسلمون مضطرّون الى صلحهم لانه لا يدري لعلّ صلحهم نفعٌ وعزٌ للمسلمين ۔

ابو اسحاق الفزاري ومخلد بن الحسين — انا لم نر شيئًا اشبه بامر قبرس من امر عربسوس وما حكم به فيها عمر بن الخطاب فانه عرض عليهم ضعف ما لهم على ان يخرجوا منها او نظرة سنةٍ بعد نبذ عهدهم اليهم فابوا الاولى فأُنظروا ثم اخربت وقد كان الاوزاعي يحدث ان قبرس فتحت فتركوا على حالهم وصولحوا على اربعة عشر الف دينار سبعة الف للمسلمين وسبعة الف للروم على ان لا يكتموا الروم امر المسلمين وكان يقول ما وفى لنا اهل قبرس قطّ وانا لنرى انهم اهل عهد وانّ صلحهم وقع على شيءٍ فيه شرط لهم وشرط عليهم ولا يستقيم نقضه الا بامر معروف فيه غدرهم ونكثهم ۔

فصل فونٹن پن

سیریز ۴۶ جونیر ۱۱ — نیا اسٹاک آچکا ہے

خوبصورت پائدار قیمت واجبی علاوہ اس کے سامان اسٹیشنری وکاغذ وغیرہ خط وکتابت سے طلب فرمائیے

فدا علی محمد علی تاجر کاغذ پتھر گٹی حیدرآباد دکن